السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ و علی نبینا الصلوٰة والسلام کے ذکر میں یہ ارشاد ہے : ۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ القصص ۳۰

اس آیت کریمہ میں حل طلب یہ مسئلہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو وادی یمن کے داہنی طرف سے درخت میں سے یہ آواز آئی ۔

يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ القصص ۳۰

اے موسیٰ ! میں رب العالمین ہوں ۔

کیا درخت میں ذات باری تعالیٰ نے حلول فرما کر موسی علیہ السلام کو یہ آواز دی ۔ اگر یہ معنی ہے تو ذات باری تعالیٰ کا ایک ادنٰی اور حدود چیز میں حلول کرنا اس کی شان کبریائی کے خلاف ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ذات باری تعالیٰ نے درخت میں حلول نہیں فرمایا بلکہ درخت کو حکم فرمایا اور اس وجہ سے درخت میں قوت گویائی پیدا ہوئی اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان علی کل شی قدیر ۔ کے عین مطابق ہے لیکن اس میں درخت کا یہ کہنا (انا اللہ رب العالمین) صحیح نہیں ہوگا علاوہ ازیں ظاہری اور حقیقی معنی کو چھوڑنا اور تاویل کرنا بھی کچھ مناسب نہیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

۳۰ آواز دینے والا قرآن مجید کے تمام مقامات کی آیتیں اس قصہ میں یوں شہادت دیتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی غربی جانب مقدس وادی کے بابرکت کنارہ میں یوں آواز آئی إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ مناجات کے لئے قریب کرنے والا رب العالمین تھا ۔ لا غیر، پس اس مقام پر نہ حلول کا کچھ ذکر ہے اور نہ درخت کے ندا کرنے کا اور نہ اس میں آواز پیدا کرنے کا کچھ تذکرہ ہے پس تردد کس بات سے ہے ۔ اللہ تعالیٰ وتقدس بعض بندوں کی طرف قرب فرماتا ہے بعض ازمنہ میں ان کو اپنے دلو سے سرفرازی بخشتا ہے ۔

کد نو عشیة عرفة الی اهل عرفات قربه الی الساجدین والی الداعین وکقربه الی موسی اذ قربه نجیا ولا یستلزم من ذلک ان تخلو ذاته من فوق العرش بل یکون فوق العرش بذاته ویقرب من خلقه کیف یشاء ویکون قربه عزوجل ایضا ذاتیا ولیس ذلک من الممتنعات

مثلاً یوم عرفہ کی شام کو اہل عرفات سے قرب الٰہی سجدہ اور دعا کے اوقات میں ساجد اور داعی سے قرب الٰہی حضرت موسی علیہ السلام سے ہم کلامی کے وقت قرب تاہم یہ قرب عرش سے اس کی ذات مقدس سے خالی ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ اس کا عرش کے اوپر مستوی ہونا اور اپنی مخلوق کے قریب ہونا دونوں بلا کیف ہیں بنا بریں یہ قرب ذاتی ہے کیوں کہ اس کے امتناع پر کوئی دلیل نہیں ۔ ہم رب العزت کی ادنٰی ادنٰی مخلوق کو مثلاً روح کو دیکھتے ہیں کہ چند منٹ میں بلا و بعیدہ بلکہ آسمانوں کا سیر کر آتی ہے ۔ (مع انها تكون فى الابدان) (باوجودیکہ روح ہمارے جسم میں ہوتی) ہمارے ابدان کے واسطے یہ سیر سریع اتنی اندک مدت میں ممتنعات وقطعی محالات سے ہے ۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ ہر ایک کے واسطے جداگانہ صفات ہوتی ہیں ۔ اور بعض مخلوقات میں ایسے صفات بھی ہیں جو وہ دوسروں کی نسبت ممتنعات میں سے ہیں ۔

والرب عزوجل فوق ہذا کلہ واجل من ہذا کلہ لہ صفات فوق الصفات کما ان لہ ذات فوق الذوات لان الصفات تابعة للذات ولالمثل الاعلی فی السموت والارض وھوالعزیزا لحکیم) ۔

پھر اللہ تعالیٰ کا تو معاملہ ارفع اور اعلیٰ ہے جیسے اس کی ذات سب مخلوقات کی ذوات سے اعلیٰ واجل ہے ۔ یہی حال اس کی صفات مقدسہ کا ہے ۔ ان کو مخلوقات کی صفات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صفات تو ذات ہی کے تابع ہوتی ہیں ۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ الروم ۲۷

چراغ کی روشنی سے تمام ؟؟؟ جاتا ہے ۔ اور آفتاب ماہتاب کے نور سے تمام زمین باوجود اس کے نہ چراغ کی روشنی اپنی جگہ سے منتقل ہوئی اور نہ قمرین کا نور ۔ پس اگر ہم رب العالمین کے بارہ میں صدر اول صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین عظام برگزیدہ لوگوں کی طرح یوں اعتقاد رکھ لیں کہ علو حق تعالیٰ کے لئے ایک ایسی لازمی صفت ہے کہ وہ قرب ولو کے وقت بھی اعلیٰ و برتر ہوتا ہے ، نہ اسفل ، تو اس میں کیا تردد ہے اور کیا نقص لازم آئے گا چنانچہ ، طور کی جانب غربی مقدس وادی کے کنارہ میں حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور وہ بذات بابرکات خود عرش معلیٰ پر تمام مخلوق سے اعلیٰ و برتر تھا ۔ باوجود نزول اس کے آسمان دینا پر اور اس کا ذاتی قرب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بقعة مبارکہ میں اور اس کا ذاتی دلو داعین وذاکرین سے عرش معلےٰ پر بھی ہے ۔ اور باوجود اس کے عرش معلی پر ہونے کے مکان خاص میں موسیٰ علیہ السلام سے قریب ہوا ۔ اور ذاکرین داعین سے قریب ہوتا ہے اور آسمان دنیا پر

نزول فرماتا ہے ۔ وہوالعلی الاعلے استوی، اور علو کی صفت اس کی ذات کو لازم ہے ۔ کسی وقت میں اس سے زائل نہیں ہوتی اور اسفل سے متصف نہیں ہوتا ہے ۔ ایک ہی وقت میں عرش پر بھی ہے اور آسمان دنیا پر بھی ہے اور ایک ہی وقت پر عرش پر بھی ہے اور بقعہ مبارکہ میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی ہے اور ایک ہی وقت میں عرش پر بھی ہے اور دعا مانگنے والوں اور ذکر کرنے والوں کے ساتھ بھی ہے ۔ (حضرت الامام) عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ : الاعتصام جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۴۴۰

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص 50-52

محدث فتویٰ